جہانِ تازہ

ف۔ر۔ی

4 بجے

اللہ تعالیٰ نے دین اسلام کے عقائد' احکام اور تعلیمات کو ''دین قیم'' بھی فرمایا ہے۔ اس لیے کہ دین اسلام کے بیان کردہ عقائد بڑے صاف ستھرے اور اس کے احکام بڑے واضح ہیں جن میں تغیر زماں و مکاں سے کوئی تبدیلی نہیں آتی۔ مثلاً اذان' نمازوں کی تعداد اور طرزِ ادائیگی یہ ایسی چیزیں ہیں جن میں کسی قسم کا کوئی تغیر و تبدل نہیں ہوتا جبکہ اس کے مقابلہ میں جو خودساختہ اور بناوٹی مذہب' شریعتیں اور دینی احکام ہیں' ان میں صاحب مذہب یا اس کے پیروکار عام لوگ اپنی ضروریات کے موافق اور مفادات کے مطابق جب چاہیں' جتنی اور جیسی چاہیں تبدیلی کر سکتے ہیں۔ پھر اس پر بھی مستزاد یہ کہ یہ سب کچھ لوگ دین کا نام لے کر ہی کرتے ہیں۔

قرآن کریم میں گذشتہ اقوام کی کئی مثالیں اللہ رب العزت نے بیان فرمائی ہیں' اور اس کے بعد بھی ہم لوگوں کے متعلق پڑھتے اور کچھ کو اپنی آنکھوں سے دیکھتے ہیں۔ ابھی گذشتہ روز ہی امام الحرم المکی سماحۃ الشیخ' عالم اسلام کے دلوں کی دھڑکن اور مسلمانوں کی محبت کا محور و مرکز امام کعبہ الشیخ عبدالرحمٰن السدیس حفظہ اللہ تعالیٰ اپنے سرکاری دورے (جی ہاں! یہ اول و آخر سرکاری دورہ تھا جو حکومت نے اپنے بعض مفادات کے تحفظ کے لیے ترتیب دیا تھا۔ پھر حکومت نے امام صاحب کے اس دورے کو سیاسی بنانے کی بھی کوشش کی جو کہ کوئی مستحسن اقدام نہیں۔ اگرچہ اس کی کئی وجوہات ہیں' جن کا یہ محل نہیں' آہستہ آہستہ یہ سارے راز خود بخود کھل جائیں گے۔ لیکن ان میں سے نمایاں مسئلہ یا معاملہ لال مسجد اسلام آباد کا ہے کہ حکومت اس سلسلہ میں کچھ لوگوں پر دباؤ ڈالنا چاہتی تھی جس کے لیے انھیں حضرت امام صاحب سے زیادہ محترم شخصیت اور کوئی نظر نہیں آئی' لیکن براہِ راست چونکہ وہ یہ کام نہیں کر سکتی تھی' لہٰذا کچھ ایسے لوگوں کو استعمال کیا گیا جو ماشاء اللہ استعمال ہونے کا بڑا پرانا ریکارڈ رکھتے ہیں اور نسل در نسل ان کا تجربہ بھی بہت وسیع ہے۔ تو انھوں نے اپنی دوغلی پالیسی کو بروئے کار لاتے ہوئے اور ''چوپڑیاں نالے دودو'' سمجھ کر دست تعاون بڑھایا اور اندرون و بیرون ملک سے اس کی بھاری قیمت کچھ ''مؤجل'' وصول کر لی اور باقی نہ جانے کب تک اس کی قسطیں چلتی رہیں گی۔ مزید تسلی اور یقین کے لیے آج (۳ جون ۲۰۰۷ء) کے اخبارات میں امام صاحب کی جنرل پرویز مشرف سے ملاقات کی تفصیل پڑھ سکتے ہیں۔) پر پاکستان تشریف لائے تو ان کا یہ ورود مسعود کتنے لوگوں کے غبارے سے ہوا نکال گیا۔ کتنے لوگوں کی ''رعونت'' پر خاک ڈال گیا اور کتنے لوگوں کے لیے حجت بن کر ان کی ہدایت کا سامان بن گیا اور کتنے ہی لوگوں پر حجت قائم کرتے ہوئے ان کی گمراہی اور ضلالت پر مزید مہر تصدیق ثبت کر گیا۔

جن لوگوں نے امام صاحب کے جامعہ اشرفیہ لاہور میں نمازِ فجر کے وقت سنتیں ادا کرنے کا منظر دیکھا ہے وہ کب بھول سکتے ہیں کہ وہ کعبۃ اللہ جس کو اللہ تعالیٰ نے ہدایت کا مرکز قرار دیا ہے' اُس کا امام کس طریقے سے نماز ادا کرتا ہے اور پھر دوسرے دن جو اخبارات میں رپورٹ ہوا اور خصوصاً روزنامہ خبریں نے اپنے خصوصی ایڈیشن میں جو تصاویر شائع کیں' اُس نے تو بہت سے

لوگوں کو یہ سوچنے اور اعلانیہ کہنے پر مجبور کر دیا کہ نماز کا صحیح طریقہ تو وہی ہے جس طریقے سے امام صاحب ادا کر رہے ہیں۔ امام صاحب کا سینے پر ہاتھ باندھنا' رکوع کے وقت رفع الیدین اور پھر رفع الیدین کا طریقہ اور آخری تشہد میں "تورک" یہ سب کچھ لوگوں نے کیمرے کی آنکھ سے ٹی وی پر اور اخبارات میں تصویروں کی شکل میں دیکھا ہے اور یہ سب کچھ محفوظ ہو چکا ہے اور ایک ریکارڈ کا حصہ بن گیا ہے۔ مگر کیسی بدنصیبی ہے ان لوگوں کی جو امام کعبہ کے پیچھے کھڑے ہو کر بھی ان کو نمونہ نہیں بنا رہے بلکہ خلاف سنت اسی طریقہ سے کھڑے ہیں کہ ان پر اگر کعبۃ اللہ کی تعلیمات کوئی اثر نہیں کرتیں تو خانہ کعبہ جا کر بھی یہ لوگ اللہ تعالیٰ کی ہدایت سے حصہ وصول نہیں کر سکتے۔ "وہی بے ڈھنگی چال جو پہلے تھی وہ اب بھی ہے" انا للہ وانا الیہ راجعون۔

صحیح بات یہ ہے کہ ہدایت اللہ تعالیٰ کے قبضہ قدرت میں ہے۔ جس شخص کو وہ ہدایت کے قابل سمجھتا ہے' اُسے عطا فرما دیتا ہے اور جو ہدایت کے قابل نہیں ہوتا وہ ہمیشہ اس سے محروم رہتا ہے۔ خیر یہ تو ان لوگوں کا معاملہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہے' یہ قیامت کو کیا جواب دیتے ہیں اور اللہ تعالیٰ ان سے کیا سلوک فرماتے ہیں' وہ اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے۔

میں ان سطور میں اپنے خواندگان محترم کی توجہ جس طرف مبذول کروانا چاہتا ہوں وہ مسلک اہل حدیث کی صداقت ہے (اس وقت میں امام صاحب کے الحمراء ہال میں علماء کنونشن کے خطاب کا حوالہ نہیں دوں گا جس میں انھوں نے فرمایا کہ اہل حدیث ہی اہل نبی ہیں' میں بھی اہل حدیث ہوں یہ اہل حدیث مجھ سے ہیں اور میں ان سے ہوں کیونکہ یہ مکمل خطاب ہم ان شاء اللہ ترجمہ کر کے ترجمان الحدیث میں قارئین کی خدمت میں پیش کریں گے۔) کہ وہ لوگ جو بات بات پر اہل حدیث کو کوسنے دیتے رہتے ہیں اور مختلف قسم کے پمفلٹ شائع کر کے عوام الناس کو دھوکہ دیتے ہیں کہ اہل حدیث کا مذہب مکہ مکرمہ و مدینہ طیبہ کے دین کے موافق نہیں ہے' وغیرہ۔ وہ خود چند لمحات کے لیے ہی سہی مسلک اہل حدیث کی موافقت کرنا ضروری سمجھتے ہیں۔ مثلاً امام صاحب حفظہ اللہ تعالیٰ نے فجر کی نماز ایسی جگہ پر پڑھانا تھی کہ جس کی انتظامیہ کا موقف و مذہب اور مسلک یہ ہے کہ فجر کی نماز دیر کر کے روشنی میں پڑھنی چاہیے اور اس مذہب کے پیروکار ہر جگہ ہی سورج نکلنے کے قریب نمازِ فجر ادا کرتے ہیں۔ حالانکہ امام اعظم حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فجر کی نماز ہمیشہ (چند ایک استثنائی صورتوں کو چھوڑ کر) اندھیرے "غلس" میں ہی ادا فرمایا کرتے تھے اور ان دنوں ۳۰، ۳۱ مئی کو بھی بعض الناس کی مساجد میں نمازِ فجر کا وقت ۴ بج کر ۲۵ منٹ تھا اور اخبارات میں بھی ہمیشہ کی طرح لاہور میں نمازِ فجر کا وقت یہی لکھا ہوا ہے اور پھر امام صاحب کے حوالہ سے بھی ایک مرتبہ ۴ بج کر ۲۵ منٹ وقت ہی شائع کیا گیا۔ مگر جب انہیں یاد آیا کہ امام صاحب تو اہل حدیث ہیں' کعبۃ اللہ کے امام ہیں' وہ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کی مخالفت کرتے ہوئے نمازِ فجر کو جان بوجھ کر بغیر کسی عذر کے نماز میں دیر نہیں کریں گے تو پھر نماز کا وقت ۴ بجے مقرر کیا گیا اور اسی وقت پر امام صاحب حفظہ اللہ تعالیٰ نے نماز فجر پڑھائی اور یہ وقت لاہور اور گردونواح میں ان دنوں بھی اور آج بھی اہل حدیث کی مساجد کا وقت ہے۔ جس سے یہ بات ثابت ہو گئی الحق یعلو ولا یعلیٰ علیہ.

امام کعبہ کے دورہ پاکستان سے پتہ نہیں حکومت اپنے مقاصد حاصل کر سکی یا نہیں اور "رینٹ" کے یہ لوگ کوئی فائدہ اٹھا سکے یا نہیں مگر اہل حدیث کی خوش قسمتی کہ ان کے مسلک کی صداقت کی ایک اور دلیل بن گئی کہ دین اسلام کے احکامات زمان و مکان کی وجہ سے بدلتے نہیں' ورنہ امام صاحب پاکستان میں نمازِ فجر کے لیے "غلس" کا اہتمام نہ فرماتے اور خود ساختہ مذہب اور شریعت کے پیروکار "اسفار" کے عقیدے و عمل سے دستبردار نہ ہوتے۔ لیکن اس کے ساتھ ہی ان لوگوں کو بھی غور کرنا چاہیے جو یہ نعرے لگاتے نہیں تھکتے یا لگواتے جھجکتے نہیں کہ جتنا تعمیر و ترقی کا کام اس دور میں ہوا ہے اس سے پہلے کبھی ہوا ہی نہیں تھا کہ امام صاحب کا پاکستان میں ورود مسعود ان کے لیے کتنے سوالیہ نشان چھوڑ گیا ہے؟؟؟؟؟؟ (تفصیل پھر کبھی ان شاء اللہ)